غالب آگیا۔ اگلے دس سال تک اس حالت کا ان پر اتنا غلبہ رہا کہ وہ معمول کی زندگی بھی بسر نہ کر سکے اور اس کے بعد جب عائلی زندگی اور درس و تدریس کی طرف لوٹے بھی تو ان کا طرزِ فکر اور طرزِ زندگی یکسر بدل چکا تھا اور وہ عملی صوفی بن چکے تھے۔ امام غزالی نے اپنی کتاب "المُنقذ من الضلال" میں اپنی علمی، فکری و عملی زندگی میں اس انقلاب کا حال تفصیل سے لکھ دیا ہے جو دلچسپ اور معلومات افزا ہے۔

غزالی کی زندگی میں آنے والے اس تغیر پر اگر مختصر تبصرہ کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کے دو بنیادی اسباب تھے۔ ایک تو یہ کہ اللہ نے غزالی کو ذہن رسا عطا فرمایا تھا۔ وہ تقلید اعمیٰ اور فکری جمود کے قائل نہ تھے اور نہ چیزوں کو جیسی کہ وہ تھیں، آنکھیں بند کر کے قبول کرنے پر تیار تھے۔ وہ ہر چیز کو شک کی نگاہ سے دیکھتے اور استدلال کے ترازو میں تولتے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان کی زندگی پر شروع ہی سے تصوف کے اثرات خفتہ طور پر موجود تھے۔ جیسا کہ ذکر ہوا کہ ان کے والد خود درویش منش اور صوفی تھے۔ وہ جب فوت ہونے لگے تو انہوں نے غزالی کی تعلیم و تربیت اپنے ایک صوفی دوست کے سپرد کر دی۔ اس طرح اپنی ابتدائی زندگی ہی میں ان پر تصوف کے اثرات پڑے۔ علاوہ ازیں انہوں نے تحصیلِ علم کے بعد ابو علی فارندی کی صحبت میں ذکر و فکر کی مشغولیت اختیار کی (۴) لیکن اس میں جذب نہ ہو سکے اور دوبارہ علومِ شرعیہ میں تعمق پیدا کرنے میں منہمک ہو گئے۔ بعد میں علومِ شرعیہ کی تدریس و تحقیق میں بظاہر وہ اثرات دب گئے لیکن اخلاص و اخلاقی گہرائی سے عاری جس قسم کی ظاہری ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی وہ گزار رہے تھے، جب اس پر عدم اطمینان کی کیفیت پیدا ہوئی تو تصوف کی ابتدائی تربیت کے اثرات ابھرنے لگے اور بالآخر ان پر غالب آ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے بھائی احمد الغزالی بھی بہت بڑے صوفی اور واعظ تھے اور دونوں بھائیوں کی تربیت بچپن سے اکٹھے ہی ہوئی تھی۔

جامعہ نظامیہ سے نکل کر امام صاحب نے ابتدائی زمانہ دمشق اور بیت المقدس میں عبادت و ریاضت میں گزارا۔ پھر حج کیا، قاہرہ اور اسکندریہ گئے، آبادیوں میں گھومے اور صحراؤں کی خاک چھانتے رہے یہاں تک کہ ۴۹۸ھ میں وطن واپس پہنچے اور وہاں بھی خلوت گزینی اختیار کی۔ نظام الملک کے بیٹے فخر الملک کے اصرار پر، جو سلجوقی کا وزیر اعظم

تھا' دوبارہ نیشاپور کی صدر مدرسی قبول کرلی' لیکن ایک بدبخت باطنی کے ہاتھوں اس کی شہادت پر جلد ہی طوس واپس آگئے اور اپنے گھر کے پاس ہی ایک مدرسہ اور خانقاہ کی بنیاد ڈالی جس میں وہ ہمہ وقت علومِ ظاہری وباطنی کی تلقین کرتے تھے۔ احمد بن نظام الملک اور خلیفہ بغداد مستظہر باللہ نے بہت کوشش کی کہ وہ پھر جامعہ نظامیہ کی خدمت سنبھال لیں' لیکن وہ معذرت کرتے رہے اور خانہ نشینی ترک نہیں کی۔

آخری عمر میں انہیں احساس ہوا کہ انہیں تحصیل حدیث میں تعمق کا موقع نہیں مل سکا تو محدثین کی صحبت اختیار کی اور حافظ عمر بن ابی الحسن الرواسی الطوسی کو اعزاز و اکرام کے ساتھ بلا کر ان سے بخاری اور مسلم سنی۔ انہی سرگرمیوں میں' جب ان کی عمر محض پچپن برس تھی' ۱۴ جمادی الثانی ۵۰۵ھ کو انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

تصنیف و تالیف

اگرچہ غزالی نے مضطرب زندگی گزاری اور کئی برس عزلت اور صوفیانہ سیاحی میں بھی صرف ہوئے' اس کے باوجود ان کی تصانیف کی تعداد اور رفتارِ تصنیف حیرت انگیز ہے۔ علامہ نووی کے بقول یہ رفتار چار کراسے یعنی ۱۶ صفحات روزانہ بنتی ہے۔ شبلی نے ان کی تصانیف کی تعداد ۷۸ گنی ہے۔ (۵) (اس میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کی ان کی طرف نسبت مشکوک ہے۔) عبدالکریم عثمان نے ایک منقح فہرست میں ۶۴ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ (۶) یہ کتابیں فقہ' اصول' منطق' فلسفہ' کلام اور تصوف و اخلاق کے موضوع پر ہیں۔ ان کی زمانی ترتیب کا خلاصہ یہ ہے: امام الحرمین کی زندگی میں انہوں نے دو کتابیں لکھیں: المنخول فی اصول الفقہ اور التعلیقہ فی فروع المذہب۔ نظامیہ چھوڑنے سے پہلے انہوں نے جو کتابیں لکھیں ان میں اہم مقاصد الفلاسفہ' تہافت الفلاسفہ' الاقتصاد فی الاعتقاد' محک النظر فی المنطق' البسیط' الوسیط' الوجیز' شفاء العلیل اور میزان العمل ہیں۔ عزلت کے زمانے میں جو کتابیں انہوں نے لکھیں ان میں احیاء علوم الدین' کیمیائے سعادت' ایّھا الولد' المضنون بہ علی غیر اہلہ' المقصد الاسنی اور الرسالہ اللدنیہ شامل ہیں۔ جب دوبارہ نظامیہ میں پڑھانا شروع کیا تو اس زمانے میں آپ نے المنقذ من الضلال' المستصفی اور سر العالمین لکھیں۔ ان کی آخری زندگی کی تصانیف میں سے منہاج العابدین اور الجام العوام اہم ہیں۔

غزالی کی تصانیف صرف مقدار ہی میں زیادہ نہیں بلکہ اپنے مضامین کے لحاظ سے بھی بے نظیر اور انتہائی وقیع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اہل علم نے ان کی شروح لکھیں' ان کا اختصار کیا اور ان پر حواشی لکھے۔ اہل یورپ بھی ان کی قدر شناسی میں پیچھے نہیں رہے اور ان کی کئی کتابوں کے وہاں ترجمے ہوئے' نئے سرے سے انہیں ایڈٹ کیا گیا اور ان پر تحقیقی مقدمے اور حواشی لکھے گئے۔

امام غزالی اور علم النفس

یہاں ہم پہلے تصوف و اخلاق پر غزالی کی ان کتابوں کا مختصراً تذکرہ کریں گے جن میں علم النفس سے متعلق مباحث پائے جاتے ہیں اور اس کے بعد اس ضمن میں غزالی کے افکار کا ایک ملخص پیش کریں گے۔

احیاء علوم الدین

یہ اخلاق پر غزالی کی اہم ترین کتابوں میں سے ہے۔ اس کے چار حصے ہیں۔ پہلا عبادات کا' جس میں کتاب العلم اور قواعد العقائد کے بعد نماز' روزے' زکوٰۃ اور حج کے احکام و اسرار ہیں۔ دوسرا معاملات کا' جس میں مناکحت' حلال و حرام' معاشرت' سفر' سماع' وجد اور امر بالمعروف وغیرہ کا ذکر ہے۔ تیسرے حصے کو مہلکات کہا ہے' جس میں رذائل اخلاق کا ذکر ہے' جیسے آفاتِ لسان' آفاتِ غضب' ذمِّ دنیا اور ذمِّ جاہ و ریا وغیرہ۔ چوتھا حصہ منجیات کا ہے' جس میں فضائلِ اخلاق مذکور ہیں' یعنی توبہ' صبر' شکر' فقر' زہد' توکل وغیرہ۔

المنقذ من الضلال

یہ غزالی کی خودنوشت سوانح ہے جس میں انہوں نے اپنے ذہنی و فکری ارتقاء کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ کس طرح وہ اپنی علمی و تدریسی زندگی سے غیر مطمئن ہوئے اور بالآخر تزکیۂ نفس و اطمینانِ قلب کے لئے تصوف کی راہ اختیار کی اور ایمان و ایقان کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

معارج القدس فی مدارج معرفۃ النفس

اس کتاب میں نفس کی حقیقت و ماہیت' انواع اور فعلیت پر دقیق اور تفصیلی

مباحث ہیں اور اس میں غزالی کی آراء ابن سینا اور یونانی فلاسفہ سے ملتی جلتی ہیں۔ بعض اہل علم نے اس کتاب کی غزالی کی طرف نسبت میں شک کیا ہے۔

الاربعین فی اصولِ الدین

یہ جواہر القرآن کا ایک حصہ ہے۔ احیاء علوم الدین کی طرح اس کے بھی چار حصے ہیں۔ پہلا علوم میں' دوسرا ظاہری اعمال میں' تیسرا اخلاق مذمومہ میں اور چوتھا اخلاق محمودہ میں۔ غزالی نے ہر حصے کے دس اہم مباحث کا ذکر کر کے ان کی تفصیل لکھی ہے۔

المضنون به علی غیر اهله

اس کتاب کی غزالی کی طرف نسبت میں بعض اہل علم نے شک کا اظہار کیا ہے۔ اس کے بھی چار حصے ہیں۔ پہلے حصے میں معرفت باری تعالیٰ' دوسرے میں معرفت ملائکہ' تیسرے میں حقائق معجزات اور چوتھے میں معرفت مابعد الموت سے متعلق مباحث ہیں۔

المضنون الصغیر

اس میں غزالی نے آخرت سے متعلق مسائل کا جواب دیا ہے اور نفس و روح کی حقیقت پر بحث کی ہے۔

مشکٰوۃ الانوار

یہ تصوف سے متعلق ہے اور اس میں یونانی فلسفہ کا تاثر جھلکتا ہے۔

ماہیتِ علم النفس

علم النفس کے مختلف مباحث (خصوصاً متعلق بہ شخصیت و تزکیۂ نفس) سے متعلق غزالی کی آراء جاننے کے ساتھ یہ بھی مفید رہے گا کہ پہلے خود علم النفس کے بارے میں ان کی رائے سامنے آجائے۔

غزالی کے نزدیک علوم کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ ایک علوم المکاشفہ اور دوسرے علوم المعاملہ۔ [۷] ان کے نزدیک علوم المکاشفہ وہ ہیں جن کا محض علم اور معرفت و ادراک کافی ہے جب کہ علوم المعاملہ وہ علوم ہیں جن کو جان لینے کے بعد ان پر عمل بھی ضروری ہے۔ علوم المکاشفہ ان کے نزدیک صرف وحی و الہام سے معلوم ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کا

تعلق ادراکِ ماہیت امور و مجردات سے ہے۔ وہ "العلم بماھیۃ القلب" کو بھی علوم المکاشفہ میں شمار کرتے ہیں' جو مسلم علم النفس ہی کا ایک اہم جزو ہے۔

علومِ معاملہ کو بھی غزالی نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک علومِ ظاہر' جن میں اعمال الجوارح زیر بحث آتے ہیں جیسے عبادات و عادات اور دوسرے علومِ باطن یعنی احوال و وارداتِ قلوب' اچھے ہوں یا بُرے' جنہیں غزالی مہلکات و منجیات قرار دیتے ہیں۔ اس طرح غزالی کے نزدیک علم النفس علومِ نظری سے متعلق بھی ہے اور علومِ عملی سے متعلق بھی۔ اور اس طریقے سے غزالی نے علم النفس میں صوفیاء کے طریق یعنی تامل باطنی اور کشف اور سائنس دانوں کے طریق یعنی مشاہدہ و استقراء دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ المنقذ من الضلال میں انہوں نے لکھا ہے کہ "میں برسوں ہر طرح کے لوگوں کی شخصیت کا مطالعہ کرتا رہا' خصوصاً غیر متوازن سلوک کے حامل افراد کی شخصیتوں کا' اور ان کے خیالات و عقائد اور شہادت کے بارے میں سوال و جواب کرتا رہا اور ان مظاہر کے پیچھے پوشیدہ محرکات و اسباب کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔"(۸) اس طرح غزالی نے تحلیلِ نفسی کا طریقہ بھی استعمال کیا ہے خواہ وہ کسی فرد کے نفس کا تجزیہ ہو بذریعہ عادات یا بطریق سوال و جواب یا عام انسانی عادتوں کے حوالے سے وظائفِ نفسیہ کی عمومی تحلیل کے ذریعے۔(۹)

غزالی علم النفس کو تعلیم و تربیت کے لئے بہت اہم قرار دیتے ہیں اور ظواہرِ نفسیہ سے بحث کرتے ہوئے وہ افعال کا رشتہ دین و اخلاق سے جوڑتے ہیں' کیونکہ ان کے نزدیک علم النفس کا مقصود تکمیل شخصیت اور حصولِ سعادت ہے۔ اس وجہ سے وہ مطالعۂ نفس کو سلوک (study of behaviour) بھی کہتے ہیں۔

ماہیتِ نفس

غزالی چونکہ بیک وقت فلسفی اور صوفی ہیں' لہٰذا خواہ نفس کی ماہیت کا مسئلہ ہو خواہ اس کی فعلیت کا' وہ بیک وقت دونوں نقطہ ہائے نظر کو سامنے رکھتے ہیں۔ فلسفہ و حکمت کے حوالے سے ان کی آراء عموماً ابن سینا اور ارسطو سے ماخوذ و مستفاد ہوتی ہیں۔ جن میں اپنی طباعی سے بعض اوقات وہ نئے نکات بھی سامنے لاتے ہیں اور اسلامی حوالوں سے بحث کو جاندار بنا دیتے ہیں۔ اب آیئے اس مبحث میں حقیقتِ نفس' وجودِ نفس' وحدت و

کثرتِ نفس، نفس کے حادث یا قدیم ہونے اور فناء و بقائے نفس کے حوالے سے غزالی کی آراء جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

حقیقتِ نفس

حقیقتِ نفس کے بارے میں غزالی کی رائے جاننے کے لئے یہ موزوں محسوس ہوتا ہے کہ اصطلاحاتِ اربعہ یعنی نفس، قلب، روح اور عقل کے بارے میں ان کے اقوال سامنے رکھے جائیں۔

نفس : نفس کی فلسفیانہ تعریف غزالی یوں کرتے ہیں کہ "الجوهر القائم في الانسان من حيث هو حقيقته" یعنی یہ انسان میں موجود وہ جوہر ہے جو اس کی اصل حقیقت ہے۔ غزالی کے نزدیک یہ جوہر وہی ہے جسے فلاسفہ نفس ناطقہ کہتے ہیں۔ قرآن میں اسے نفسِ مُطمئنّہ اور روح سے تعبیر کیا گیا ہے اور صوفیاء اسے قلب کہتے ہیں۔ یہ سب ایک ہی حقیقت کے مختلف نام ہیں جو نفس انسانی کی مختلف کیفیات کے مظہر ہیں، ورنہ ان کا مدلول در حقیقت ایک ہی ہے۔ اور وہ ہے انسان اور اس کی شخصیت، جس کا اظہار وہ "مَیں" سے کرتا ہے۔[۱۰]

تاہم غزالی بعض اوقات نفس کا لفظ اس مفہوم میں بھی استعمال کرتے ہیں جو تصوف میں اس کے لئے مخصوص ہے، یعنی محلِ صفاتِ مذمومہ و رذائلِ اخلاق[۱۱] جس کے خلاف مجاہدہ کرنا اور اس پر غالب آنا صوفیاء کے نزدیک عین مطلوب ہے۔ تاہم نفس کا یہ مفہوم چونکہ پہلے مفہوم سے بہت بعید ہے لہٰذا ان میں التباس کا کوئی امکان نہیں اور سیاق و سباق سے دونوں کے مدلول کا واضح طور پر پتہ چل جاتا ہے۔

قلب : قلب کا لفظ غزالی کے ہاں تین مفہوم رکھتا ہے۔ ایک تو قلب کا لفظ گوشت کے اس لوتھڑے کے لئے بولا جاتا ہے جو سینے میں بائیں جانب واقع ہے جو منبع حیات و احساس ہے، اس لئے اسے روحِ حیوانی (حیوان یعنی جاندار یعنی وہ لطیفہ جو مصدرِ جان اور زندگی ہے) بھی کہتے ہیں۔ یہ قلب (یعنی روح حیوانی) کوئی انسانوں کی انفرادی خصوصیت نہیں، بلکہ یہ ہر جاندار میں پایا جاتا ہے[۱۲] اور جب تک یہ دھڑکتا رہتا ہے حواس قائم اور زندگی رواں دواں رہتی ہے اور اس کے کام چھوڑ دینے سے جسمانی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

قلب کے دوسرے معنی اس روح کے ہیں، جو امرِ ربی ہے، جو اس جسمِ خاکی میں اللہ

کی امانت ہے' جس نے عہدِ الست میں "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ؟" کے جواب میں "بلیٰ" کہہ کر اقرارِ توحید کیا تھا اور جس میں فطرت کا علم بالقوہ موجود ہے۔ غزالی اس لفظ کو نفس کے مترادف قرار دیتے ہیں اور اپنی اکثر کتابوں میں اسے اس مفہوم میں استعمال کرتے ہیں۔

غزالی اپنی آخری تحریروں میں لفظ قلب کو اس مفہوم کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں جو صوفیاء کے ہاں متداول ہے یعنی نفس (محل صفات مذمومہ) کے برعکس محل صفات محمودہ اور محل حقائق ماوراء الطبیعیات جن تک انسان کی رسائی اسی وقت ہوتی ہے جب قلبِ انسانی جسم اور حواس کے تقاضوں پر غالب آکر نورِ معرفتِ حق سے منور ہو جاتا ہے۔

روح : غزالی اگرچہ روح کو اپنی تحریروں میں نفس اور قلب کے مترادف کے طور پر استعمال کرتے ہیں تاہم وہ روحِ حیوانی اور روحِ ربانی میں فرق بھی کرتے ہیں۔

روحِ حیوانی کا منبع ان کے نزدیک قلبِ جسمانی ہے جو شریانوں کے ذریعے اسے جسم کے مختلف حصوں تک پہنچاتا ہے' جو سببِ حیات ہے اور حواسِ ظاہری اسی کی وجہ سے کام کرتے ہیں۔ اس کی مثال وہ شمع سے دیتے ہیں جس کی روشنی سارے گھر کو منور کرتی ہے۔ ان کے نزدیک قلب کی جسمانی فعلیت ہی حرارتِ غریزی کا سبب بنتی ہے [۱۳] اور روح ہی اعصاب و عضلات میں حرکت کا جادو جگاتی ہے۔ [۱۴]

اس کے مقابلے میں روح کا دوسرا تصور غزالی کے ہاں نفسِ ناطقہ [۱۵] کا ہے' جسے بعض حالات میں وہ قلب بھی کہتے ہیں۔ یہ روح ان کے نزدیک وہ لطیفہ ہے جو نہ جسم ہے نہ عرض' بلکہ امر ربی ہے اور جوہر قائم بالذات ہے۔ اسے عوارضِ جسمانی لاحق نہیں ہوتے اور نہ یہ فنا ہوتا ہے' بلکہ جسم سے الگ ہو جاتا ہے اور اس میں واپسی کا منتظر رہتا ہے۔ روحِ حیوانی اور جسم کی دوسری قوتیں گویا اس لطیفۂ روح (جسے ہم نے سہولتِ بیان کی خاطر اور روحِ حیوانی سے ممیز کرنے کے لئے روحِ ربانی کہا ہے) کے تابع ہیں کہ وہ جیسے چاہتا ہے انہیں استعمال کرتا ہے۔ یہ مادی جسم سے الگ چیز ہے اور امرِ ربی ہونے کی وجہ سے قدرتِ باری تعالیٰ کا ایک جزو ہے۔ [۱۶]

عقل : عقل کا لفظ بھی غزالی کے ہاں تین معنوں میں مستعمل ہے۔ ایک یہ کہ اس سے مقصود ہے علم الحقائق جس کا محل قلب ہے' لیکن اسے عموماً عقل ہی کہا جاتا ہے۔ اسے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ علم الحقائق نتیجہ اور ثمر ہے عقل کا۔

دوسرے یہ کہ اس سے مقصود ہے وہ لطیفہ (یعنی قلب) جو ادراکِ علم کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس معنی میں فلاسفہ کہتے ہیں کہ عقل مخلوقِ اول ہے (اور ظاہر ہے کہ علم کوئی حسی چیز نہیں کہ اسے مخلوق اول گردانا جائے۔ عقل کا لفظ اس وسیع مفہوم میں نفسِ ناطقہ کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اِلاّ یہ کہ نظریۂ صدور پر بحث کے وقت نو افلاطونی فلسفے میں دیگر مصطلحات استعمال ہوتی ہیں یا علم کو وظیفۂ عقلی سمجھتے ہوئے اسے اوّل الذکر مفہوم میں لیا جاسکتا ہے۔ (۱۷)

لفظ عقل کا تیسرا استعمال غزالی کے ہاں وہ ہے جو تصوف میں مروج ہے یعنی وہ لطیفہ جو نفس کی مخالفت کرتا ہے اور اسے برائیوں پر ٹوکتا ہے۔

مذکورہ بالا اصطلاحات کی وضاحت سے نفس کے بارے میں غزالی کے تصور پر کافی روشنی پڑتی ہے 'گو ان اصطلاحات کا ترادف اور تداخل بعض اوقات نووارددں کے لئے الجھن اور ابہام کا باعث بنتا ہے۔

(جاری ہے)

وقت کے نہایت اہم 'انتہائی نازک اور حساس موضوع پر

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی وقیع تالیف

شیعہ سُنّی مفاہمت

کی ضرورت و اہمیت

ملنے کا پتہ :

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور فون : 3-5869501

پیش رفت

سالانہ رپورٹ شعبہ خط و کتابت کورسز

(1998ء۔1999ء)

مرتب : انوارالحق چوہدری' ناظم شعبہ

1.1۔ دعوت رجوع الی القرآن

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' صدرِ مؤسس انجمن خدام القرآن اور امیر تنظیم اسلامی کی دعوت "رجوع الی القرآن" کی متعدد جہتیں (Facets) ہیں' مثلاً عوام کے لئے ڈاکٹر صاحب کے دروسِ قرآن اور خطباتِ جمعہ' قرآن کالج میں نوجوان طلبہ کے لئے یونیورسٹی کورسز' یعنی ایف۔اے' بی۔اے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم' یعنی عربی گرامر' قرآن اور حدیث کی تعلیم' عمر رسیدہ اور serving احباب کے لئے عربی گرامر اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک سالہ کورس' تجوید سیکھنے کے لئے سپیشل کلاسز' بچوں کے حفظ قرآن کے لئے جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں شعبۂ حفظ قرآن وغیرہ۔

1.2۔ تحریک رجوع الی القرآن کا ایک اہم سنگ میل۔ دورۂ ترجمۃ القرآن

1984ء سے ہر سال ماہِ رمضان میں جامع القرآن' قرآن اکیڈمی لاہور میں دورۂ ترجمۂ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے جس سے ہزاروں خواتین و حضرات مستفید ہوتے ہیں۔ قرآن اکیڈمی کے علاوہ لاہور میں دوسرے بہت سے مقامات پر اور لاہور کے علاوہ پاکستان کے دوسرے تمام شہروں میں بھی دورۂ ترجمہ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ 99۔1998ء میں ماہِ رمضان میں پاکستان میں 69 مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن کا اہتمام کیا گیا۔

1.3۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' صدر مؤسس انجمن خدام القرآن اور امیر تنظیم اسلامی کے لاکھوں کی تعداد میں آڈیو اور ویڈیو کیسٹس تمام دنیا میں پھیل چکے ہیں۔ جن کے ذریعے سے قرآن مجید کی تعلیمات کو نوعِ انسانی کے لئے عام کیا گیا ہے۔

2.1۔ شعبہ خط و کتابت کورسز

ان سب کے علاوہ ایسے طلبہ و طالبات' خواتین و حضرات جو ملک سے یا لاہور سے